وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ

ناپسندیدہ چیزوں میں خیر

حضرت مولانا شیخ
محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم

مکتبۃ الفقیر کراچی

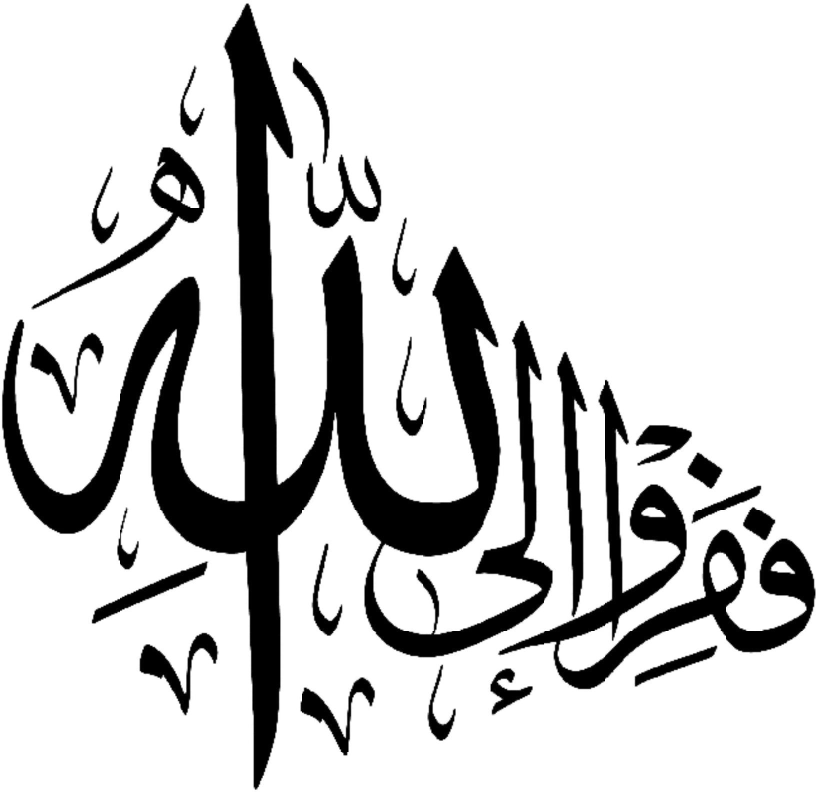
ففروا الى الله

حقوق الطبع محفوظۃ

نام کتاب	:	ناپسندیدہ چیزوں میں خیر
تالیف	:	حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم
صفحات	:	24
تعداد	:	1100
اشاعت	:	اول
ناشر	:	مکتبۃ الفقیر کراچی
فون نمبر	:	0322-2181020
ویب سائٹ	:	www.islamicessentials.org
ای میل	:	info@islamicessentials.org

ملنے کا پتہ : مکتبۃ الفقیر کراچی

نزد رنگون والا ہال، بہادر آباد، کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	**انسان کچھ چیزوں کو پسند اور کچھ کو ناپسند کرتا ہے**	7
2	**طبعاً ناپسندیدہ چیزیں**	7
3	1. موت اور اسکا تذکرہ	7
4	2. بیماری یا کسی تکلیف کا پہنچنا	9
5	3. مہمان کا بے وقت آنا	10
6	4. دوسروں پر مال خرچ کرنا	11
7	5. اللہ کی راہ میں نکلنا	12
8	6. تہجد کے لئے اٹھنا	13
9	**اللہ کی پسند کردہ چیزوں کو ہم کیوں ناپسند کرتے ہیں**	14
10	**دنیاوی لذتوں کا علاج: اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا**	16
11	اللہ والے ایسے ہی نفع بخش ہیں جیسے ماں بچے کے لئے نفع بخش	17
12	تھوڑی دیر کی نیک صحبت، پوری رات کی عبادت	18
13	ایک جملے نے پوری زندگی بدل دی	19
14	**جو اللہ سے راضی، اللہ اس سے راضی**	20
15	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا سوال	20
16	حضرت شاہ دولہ رحمہ اللہ کا مصیبت میں بھی اللہ سے راضی ہونا	21
17	ایک عورت کا مصیبت پر بے مثال صبر	22

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
18	حضرت ایوبؑ نے ناپسندیدہ چیزوں کو کھلے دل سے قبول کیا	23
19	**قرآن کا پیغام: ناپسندیدہ چیزوں میں خیر**	26

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی
آل محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی : اَمَّا بَعۡد

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡـًٔا وَّہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ۚ وَعَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡـًٔا وَّہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۟

سُبۡحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ

وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡـًٔا وَّہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ۚ وَعَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡـًٔا وَّہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۟ (1)

ترجمہ: اور شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

---

(1) سورۃ البقرۃ 216

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کی اس آیت میں ایک زبردست پیغام بھیجا ہے کہ اے مومنوں جو چیزیں تم پسند کرتے ہو ممکن ہے کہ وہ تمہارے لئے صحیح نہیں ہیں اور جو چیزیں تم پسند نہیں کرتے اور تمہارا دل چاہتا ہے کہ یہ مجھے نہ کرنی پڑیں، ممکن ہے کہ اس میں تمہارے لئے خیر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کس چیز میں ہمارے لئے خیر ہے اور کس میں نقصان ہے

انسان کچھ چیزوں کو پسند اور کچھ کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ وہ کچھ چیزوں کو بہت پسند کرتا ہے اور کچھ چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ یعنی اس کی طبیعت میں کچھ چیزوں کی طرف میلان اور کچھ چیزوں سے کراہیت ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسی طبیعت والے مومن کو دیکھنا چاہتے ہیں جو یہ نہ کہے کہ جو بھی میری پسند ہو وہ پوری ہو جائے بلکہ اس کی پسند کے خلاف بھی اگر کچھ ہو رہا ہو اور وہ چیز اللہ کو پسند ہو تو وہ یہی سوچے کہ اسی میں میرے لئے خیر ہوگی۔ اب یہ کیسے پتہ چلے کہ انسان کو کن چیزوں کو واقعی پسند کرنا چاہئیے اور کن چیزوں کو نہیں پسند کرنا چاہئے؟ یہ ہمیں ہمارا دین بتاتا ہے۔

طبعاً ناپسندیدہ چیزیں انسان بہت ساری چیزوں کو طبعاً پسند نہیں کرتا مگر قرآن و حدیث میں ان کو پسند کرنے کا حکم کیا گیا ہے۔

1. **موت اور اسکا تذکرہ** پہلی چیز جس کو عام انسان ناپسند کرتا ہے وہ موت ہے موت تو کیا موت کے تذکرے کو بھی پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے سامنے

موت کا تذکرہ کرے تو وہ آگے سے کہے گا کہ اس وقت یہ باتیں نہیں کرو اور یہ کیا باتیں تم نے چھیڑ دیں۔ اس طرح اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کریگا۔

مگر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ" (1)

ترجمۃ : مومن کے لئے موت تو ایک تحفہ کی طرح ہے۔

تو دیکھئے "موت" کو پسند کرنے والی چیز بنا دیا گیا۔

ایک اور جگہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَوْتُ جَسْرٌ يُوصِلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيب (2)

ترجمۃ : موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملاتا ہے۔

یعنی موت ہی تو وہ ذریعہ ہے کہ جس سے انسان اپنے مالک اور اپنے حقیقی دوست سے ملے گا۔

ایک اور جگہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا کہ

«أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ» يَعْنِي الْمَوْتَ (3)

ترجمۃ : موت کے تذکرے کیا کرو کہ اس کے ذریعے سے دنیا کی محبت / لذات کم ہوتی ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ انسان موت کو پسند نہیں کرتا لیکن احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ موت کو پسند کرنے میں ہی مومن کے لئے خیر ہے۔

---

1. شعب الإيمان للبيهقي-باب في الصبر على المصائب 9418
2. فيض القدير شرح الجامع الصغير ج3 ص307
3. مصنف ابن ابي شيبة- كتاب الزهد-ماذكر عن نبينا ﷺ 34326

2. بیماری یا کسی تکلیف کا پہنچنا دوسری چیز جس کو انسان طبعاً ناپسند کرتا ہے وہ بیماری ہے۔ کوئی بھی انسان یہ نہیں چاہے گا کہ میں بیمار ہو جاؤں۔ حالانکہ بیماری سے انسان کے گناہ جھڑتے ہیں۔

اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبِّي الْحُمَّى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ [1]

ترجمۃ : بخار کو بُرا مت کہو اسلئے کہ یہ انسانوں کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے

یعنی بیماری بھی ایک نعمت ہے۔ عام بندہ تو کہتا ہے کہ یہ کیسے نعمت ہو سکتی ہے؟ یہ اس طرح نعمت ہے کہ جو گناہ کسی طرح سے معاف نہیں ہو سکتے تھے، اللہ کی اس بھیجی ہوئی بیماری کے ذریعے اس بیماری پر صبر کرنے والے کے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے درجات کو بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔

چنانچہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً، فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كُتِبَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ [2]

ترجمۃ : جس مسلمان کو کوئی کانٹا یا کانٹے سے بڑھ کر کوئی چیز لگ گئی ہو تو اس کے بدلے میں اس کے لئے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

---

1. صحیح مسلم – كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ – بَاب ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ 2575
2. صحیح مسلم – کتاب البر والصلة والآداب – باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن 2572

انسان کے گناہ بیماری کی وجہ سے ایسے معاف ہوتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔یہ مختلف قسم کی بیماریاں بھی انسان کی بھلائی کے لئے ہوتی ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے

مَن يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ (1)

تَرجَمَہ : نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں اُسے کسی بیماری سے دوچار فرماتے ہیں۔

پتہ چلا کہ بیماری میں بھی انسان کے لئے خیر ہوتی ہے اگرچہ انسان اس سے کراہیت کرے۔ کوئی بندہ اپنی بیماری کے حوالے سے ہمارے حضرت سے دعا کروانے آیا۔ حضرت نے اس طرح دعا کروائی کہ اللہ صحت تیری بڑی نعمت ہے اور بیماری بھی تیری بڑی نعمت ہے۔ہم کمزور ہیں بیماری والی نعمت کو برداشت نہیں کرسکتے۔اے اللہ ہمیں صحت والی نعمت عطا فرما۔تو دیکھے اللہ والوں نے بیماری کو نعمت کہا۔

3. **مہمان کا بے وقت آنا** تیسری چیز جس کو انسان ناپسند کرتا ہے وہ ہے بے وقت مہمان کا آجانا کہ یہ کیوں آگیا، اب اس کو کمرہ دینا پڑے گا اور کھانا دینا پڑے گا۔ لیکن شریعت کا حسن دیکھیئے کہ مہمان کے اکرام کو ایمان کے ساتھ جوڑ دیا۔

---

(1) صحيح البخاري - كِتَاب الْأَشْرِبَةِ - 5321

چنانچہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ [1]

تَرْجَمَۃ : کہ تم میں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان لایا اس کو چاہئے کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔ یعنی ایک مومن کا ایمان اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی لئے تو بزرگ فرماتے ہیں کہ مہمان تو تمہارے لئے برکت ہے۔

بھلا کوئی شخص اپنے گھر میں اللہ کی رحمت کو آنے سے روکنا چاہے گا؟ اور کئی مرتبہ تو لوگ بہانے ڈھونڈتے ہیں مہمانوں کے نہ آنے کے لئے جب پتہ چل جائے کہ مہمانوں نے آنا ہے۔ پتہ چلا کہ انسان سمجھتا ہے کہ یہ مہمان تو ہمارے لئے بوجھ ہے۔ مگر درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ان کے آنے میں خیر رکھ دی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامت ہوتی ہے۔

4. دوسروں پر مال خرچ کرنا چوتھی چیز جسے انسان طبعاً ناپسند کرتا ہے وہ ہے دوسروں پر خرچ کرنا۔ اپنے اوپر خرچ کرنا تو پسند کرتا ہی ہے لیکن جب اس کو خرچ کرنے کا کہا جائے اُن غریبوں پر، رشتے داروں پر یا دیگر اور لوگ جن پر شریعت نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے تو دل پر بوجھ محسوس کرتا ہے۔ ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ میں پیسے بچاؤں تاکہ میری ضرورتیں پوری ہو جائیں چاہے دوسرے حاجت مند ہوں یا نہیں۔ دل ہی نہیں مانتا کہ دوسروں پر خرچ کرے کہ میرے پاس کم ہو جائے گا اور میری ضرورتیں پوری نہیں ہوں گی۔ جبکہ صدقہ کرنے کی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

---

1. صحيح البخاري — كتاب الأدب - باب (من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره) 5672

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ

❖ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ .[1]

تَرْجَمَۃ : نبی ﷺ نے فرمایا کہ خرچ کرنے والے کا مال کم نہیں ہوتا۔

حدیث یقین دلا رہی ہے کہ خرچ کرنے سے کم نہیں ہوگا۔

❖ "بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ، فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّى الصَّدَقَةَ"[2]

تَرْجَمَۃ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ کرنے میں جلدی کرو بے شک مصیبت صدقہ کے اوپر سے نہیں گزر سکتی۔

❖ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ[3]

تَرْجَمَۃ : بے شک صدقہ خدا کے غضب کو دور کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔

انسان خرچ کرنے سے بچتا ہے مگر شریعت کہہ رہی کہ اس میں ہی تمہارے لئے خیر ہے۔

5. **اللہ کی راہ میں نکلنا** پانچویں چیز جسے انسان طبعاً ناپسند کرتا ہے وہ ہے اللہ کی راہ میں نکلنا۔ انسان کئی مرتبہ دین کا کام کرنے کے لئے، دین کی دعوت دینے کے لئے یا کوئی دین کا علم حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے۔ یہ سب گھر بیٹھے بیٹھے تو نہیں ہو سکتا اس لئے ظاہر

---

1. صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ و الآداب – باب استحباب العفو و التواضع 2588
2. شعب الایمان للبیہقی – کتاب الزکوٰۃ – التحریض علی صدقۃ التطوع 3082
3. جامع الترمذي – أبواب الزكاة – باب ماجاء في فضل الصدقة 664

ہے کہ گھر چھوڑنا پڑتا ہے، بیوی بچے چھوڑنے پڑتے ہیں اور کئی مرتبہ کام کاروبار چھوڑنا پڑتا ہے۔ انسان کو عموماً یہ ایک بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا

مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى يَرْجِعَ (1)

ترجمۃ : جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے۔

پتہ چلا کہ اس میں اللہ نے خیر رکھ دی ہے کہ انسان کو اگر گھر بار اور کاروبار چھوڑنا بھی پڑ جائے دین کی خاطر تو وہ اللہ کی راہ میں نکلنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

6. **تہجد کے لئے اٹھنا** چھٹی چیز جسے طبیعت نہیں پسند کرتی وہ تہجد میں اٹھنا ہے۔ بلکہ اب تو فجر میں اٹھنا بھی ایک بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ جبکہ تہجد میں اٹھنے والے کی تو اللہ تعالیٰ نے تعریفیں کی ہیں۔ عام انسان کہتا ہے کہ نیند خراب ہو جاتی ہے یا پھر اگلا پورا دن میں نیند میں رہوں گا تو باقی کام صحیح طرح نہیں کر سکوں گا۔

جبکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ (2)

ترجمۃ : کہ تم پر قیام اللیل لازم ہے، بے شک قیام اللیل تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر آجاتے ہیں، دعا مانگنے والوں کی دعاؤں کو خوب قبول فرماتے ہیں

1. جامع الترمذی — ابواب العلم — باب فضل طلب العلم 2647
2. جامع الترمذی — کتاب الدعوات — باب في دعاء النبي صلی اللہ علیہ وسلم 3549

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ كُلَّ لَيْلَةٍ، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا.....الخ (1)

روزانہ جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ:

- مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں اسے قبول کروں؟
- مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ کون ہے جو مجھ سے طلب کرے کہ میں اسے عطا کروں؟
- مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ کون ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے کہ میں اسے معاف کردوں؟

یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے ہم تہجد میں اٹھنا ناپسند کرتے ہیں جبکہ یہ احادیث بتا رہی ہیں کہ تہجد میں اٹھنے والا اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹنے والا شخص ہوتا ہے۔ پتہ چلا کہ انسان کئی چیزوں کو ناپسند کر رہا ہوتا ہے جبکہ ان میں اس کے لئے خیر ہوتی ہے۔

اللہ کی پسند کردہ چیزوں کو ہم کیوں ناپسند کرتے ہیں مشائخ نے فرمایا کہ طبیعت میں اس ناپسندیدگی کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ ہمیں دنیا کی لذات اور تن آسانیاں بڑی پسند ہیں۔

- رات کو سونا اچھا لگتا ہے، اس لئے تہجد میں اٹھنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

---

(1) مسند أحمد—مسند المكثرين من الصحابة—مسند أبي هريرة رضي الله عنه 7592

- گھر میں سکون سے رہنے کو دل چاہتا ہے اور خدمت کرنے کو دل نہیں چاہتا اس لئے مہمان بوجھ لگتے ہیں۔
- پیسے میرے پاس ہی رہیں تا کہ میں جو خرچ کروں اور جب خرچ کرنا چاہوں کر سکوں اس لئے صدقہ کرنا بوجھ لگتا ہے۔
- قبر سے ڈر لگتا ہے اس لئے موت کو یاد کرنا بوجھ لگتا ہے۔
- بیماری میں تکالیف ہوں گی تو کیسے برداشت کریں گے اس لئے بیماری بوجھ لگتی ہے۔
- اسی طرح کون اتنی مشقت اٹھائے کہ گھر بار چھوڑے اور دین کے لئے سفر کرے اس لئے اللہ کے راستے میں نکلنا بھی بوجھ لگتا ہے۔

آج تو یہ حال ہے کہ جس بستر پر ہمیں لیٹنے کی عادت ہے اگر وہ تھوڑا نرم ہو جائے تو ہمیں پسند نہیں آئے گا اور اگر اس سے زیادہ سخت ہو جائے گا تو بھی ہمیں پسند نہیں آئے گا۔ اسی طرح اگر طبیعت کے خلاف کھانا بن گیا تو ہمارا غصہ آسمان پر پہنچ جاتا ہے اور ڈانٹنا شروع کر دیں گے۔ اگر کسی سے کہا جائے کہ لسٹ بنا کر بتاؤ۔ *What are the things that you like?* کہ تمہیں کیا چیزیں پسند ہیں؟ جب شروع ہوں گے تو اس لسٹ کا اختتام ہی نہیں ہو گا۔ ان سب کی وجہ یہی ہے کہ ہمیں دنیا کی لذات سے محبت ہے اور اس محبت میں ایسا جکڑے ہوئے ہیں کہ ذرا سی طبیعت کے خلاف والا معاملہ ہوتا ہے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور غصہ آجاتا ہے۔ لیکن اگر اللہ کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ایسی طبیعت بنانی پڑے گی کہ کراہت ناپسندیدہ چیزوں کو بھی چپ چاپ قبول کرنے والے بن جائیں۔ اس لئے کہ اس دنیا میں کراہت والی چیزیں آئیں گی اور کوئی بھی ان سے بچ نہیں سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو تو

وہی شخص پسند ہے کہ جس کی طبیعت کے خلاف بھی اگر کوئی معاملہ ہو تو وہ اس پر بھی اللہ سے راضی ہو اور ایسا ہی شخص قرآن پر عمل کرنے والا کہلایا جائے گا۔ آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے

عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ (1)

دنیاوی لذتوں کا علاج: اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا سانپ کی مانند ہے اور یہ انسان کو ڈس کے رہتی ہے۔ یعنی دنیا کی مرغوبات اور لذات انسان کو ڈس کر رہتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس کا علاج اللہ والوں کے پاس ہے۔ اللہ والوں کی نصیحتیں اور ان کی مجالس یہ دل سے دنیا کو نکالنے کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے جو بندہ نصیحت کی مجلسوں میں آتا رہے گا، دنیا کی لذات پھر بھی اس کے قابو میں رہیں گی اور جو نہیں آئے گا، سستی دکھائے گا، اسے اہمیت ہی نہیں دے گا اور اسی طرح عرصہ گزر جائے اللہ والوں کی صحبت کے بغیر تو پھر دنیا کی لذات قابو سے باہر ہو جائیں گی۔ اس کے بعد تہجد اور فجر میں اٹھنا تو دور کی بات، دوسری نمازوں کے لئے بھی جانے کا دل نہیں چاہے گا۔ ایسے شخص کو اگر کھانے کی چیزیں مرغوب ہوں گی تو فکر ہی نہیں ہو گی کہ کون سی جگہ کا کھانا کھایا، حلال کھایا یا حرام کھایا کیونکہ لذات میں اتنا جکڑا ہوا ہے۔

---

(1) سورۃ البقرۃ 216

اللہ والے ایسے ہی نفع بخش ہیں جیسے ماں بچے کے لئے نفع بخش

اللہ والوں کی صحبت ایسی ہی ہے جیسے بچے کے لئے ماں ہے۔ جیسے کسی نوجوان لڑکے نے جب امتحان دینے ہوتے ہیں تو ایک طرف اس کے دوست ہوتے ہیں اور ایک طرف اس کی ماں ہوتی ہے۔ اللہ والے ماں کی طرح اور دوست بُری صحبت کی طرح۔ اگر یہ بچہ دوستوں کی بات سنے گا تو دوست کہیں گے کہ بھائی کھیلتا رہ، تم کیا پریشان ہوتے ہو تیاری کرنے کے لئے۔ اور ماں محبت سے کہے گی کہ نہیں بیٹا امتحان کی تیاری کر لو آگے تمہارے لئے آسانی ہو جائے گی۔ میں تمہارے لئے دعائیں بھی کر رہی ہوں، میں تمہارے کھانے پینے کا بھی خیال کروں گی کہ تمہیں امتحان کے دنوں میں پریشانی نہ ہو۔ اس کو ترغیبیں دے گی کہ تم exam دے دو۔ بچے کو طبعاً exam دینا پسند نہیں ہو گا اور نہ ہی اس کی تیاری کرنا۔ اوپر سے دوست بھی اس تیاری سے توجہ ہٹائیں گے جبکہ ماں شفقت کرے گی اور اس کو بار بار نصیحت کرے گی۔ اللہ والوں کا حال بھی یہی ہے کہ جو ناپسندیدہ چیز ہے اس کی ترغیب دیتے ہیں کہ تو ناپسندیدہ چیز کر لے تیرے لئے آگے آسانی ہو جائے گی۔ تو کر میں تیرے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ تو کر اگرچہ تھوڑا ہی ہو میں تیرے لئے آسانی کر دوں گا۔ زیادہ نہیں کر سکتا تو تھوڑا کر لے۔ پھر اس اللہ والوں کی صحبت میں آنے سے اور نصیحت کی بات سننے سے یہ لذات قابو میں آجاتی ہیں اور ناپسندیدہ چیزوں کو انسان accept کر لیتا ہے۔

تھوڑی دیر کی نیک صحبت، پوری رات کی عبادت

آج سے چند سال پہلے ہم امریکا میں ہر مہینے ایک ماہانہ اجتماع کرتے تھے۔ ہر مہینے کے آخری ہفتے والے دن عشاء کے بعد ایک بیان ہوتا تھا، پھر لوگ پوری رات مسجد میں گزارتے تھے، صبح فجر میں بیان ہوتا تھا اور بیان کے بعد ناشتہ کرکے سب چلے جاتے تھے۔ اس اجتماع کرانے کی وجہ یہ تھی کہ کوئی ایک رات تو ہر مہینے میں جو عبادت میں گزرے۔ چنانچہ اس طرح ایک رات میں ہمارے حضرت دامت برکاتہم نے بیان فرمایا عشا کے بعد۔ لوگوں نے دیکھا کہ دو لڑکے آئیں اس بیان میں جن کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا تھا کہ جیسے مسجد میں پہلے کبھی بھی نہیں آئے۔ ان دونوں نے پورا بیان سنا۔ بیان کے بعد سب نے کھانا کھایا اور پھر اپنی اپنی عبادت میں لگ گئے۔ ان دونوں نے بھی رات مسجد میں گزاری۔ صبح فجر کی نماز کے بعد بیان ہوا جس میں ان دونوں نے شرکت کی۔ بیان کے بعد حضرت کمرے میں تشریف لے گئے اور یہ دو نوجوان حضرت کے پیچھے پیچھے ان کے کمرے میں چلے گئے اور جاکر کہا کہ ہم نے آپ سے بات کرنی ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ کیا بات کرنی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا دین سے اتنا تعلق نہیں ہے۔ ہم یہاں امریکہ میں پیدا ہوئے اور ہمارے والدین پاکستانی ہیں۔ کل رات پہلی مرتبہ نیکی کی مجلس میں بیٹھے ورنہ ہمارا مسجد میں آنا نہیں ہوتا۔ ہم نے آپ کی نصیحتیں سنی اس بیان میں آپ نے ایک بات فرمائی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ اس بات نے ہم پر ایسا اثر کیا کہ ہم دونوں نے بھی کل عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ یعنی پوری رات عبادت میں گزار دی۔ تو یہ تاثیر ہے اللہ والوں کی صحبت میں کہ انسان کو اپنے لئے طبعاً ناپسندیدہ اور بوجھ والے کاموں پر ابھار دیتی ہے جن میں اسی کے لئے خیر ہوتی ہے۔

ایک جملے نے پوری زندگی بدل دی

عن أبي هاشم الرماني قال: قال زاذان۔ أحد التابعين۔: كنت غلاما حسن الصوت، جيد الضرب بالطنبور، فكنت مع صاحب لي وعندنا نبيذ وأنا أغنيهم، فمر ابن مسعود..... الخ[1]

چنانچہ زاذان نامی ایک آدمی تھا جس کی بہت خوبصورت آواز تھی، بہت زبردست گاتا تھا اور ستار بجانے میں بھی ماہر تھا۔ مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے تو یہ زاذان کچھ لوگوں میں بیٹھا ہوا گانے گا رہا تھا اور ستار بجا رہا تھا۔ حضرت بھی متوجہ ہو گئے کہ یہ کیا خوبصورت آواز ہے۔ چنانچہ آپ قریب ہوئے اور زاذان کی آواز آپ کے کان میں پڑی۔ آپ کو اندازہ ہو گیا کہ گانے کی محفل چل رہی ہے تو آپ وہاں سے تشریف لے جانے لگے اور جاتے جاتے ایک آہ بھری اور یہ جملہ کہا کہ کاش کہ یہ اچھی آواز قرآن سنانے کے لئے کام آجاتی۔ یہ کہتے ہی چل دئے۔ یہ جملہ وہاں قریب بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی سنا۔

زاذان، جو اسوقت گانا گا رہا تھا، اس نے بھی دیکھا کہ ایک بزرگ ہستی ہیں اور کچھ کہہ کر تشریف لے گئے ہیں۔ جیسے ہی یہ گانے کی محفل ختم ہوئی اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون تھے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ حیران ہوا کہ اتنے بڑے بزرگ یہاں آئے۔ پھر اس نے پوچھا کہ وہ کیا کہہ کر گئے ہیں۔ بتایا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ کاش یہ خوبصورت آواز قرآن سنانے کے لئے استعمال ہوتی۔ بس یہ سننا تھا کہ زاذان کہ آنسو نکل آئے۔ دوڑتے ہوئے اس طرف کو گیا جس طرف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لے کر گئے تھے اور لوگوں سے پوچھ کر ان کو ڈھونڈ ہی لیا اور

---

[1] سير أعلام النبلاء — ج4 ص281

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے جا کر اپنا رومال اپنے گلے میں ڈال کر کھینچا جیسے کہ اپنے آپ کو سزا دے رہا ہے اور عرض کیا حضرت مجھے معاف کر دیجئے۔ آج سے میں یہ ساری غلط حرکتیں چھوڑ رہا ہوں۔ حضرت نے گلے لگا لیا اور محبت کا اظہار کیا۔ اس نے پوچھا کہ حضرت مجھ جیسے زندگی بھر گناہ کرنے والے بندے سے آپ ایسی محبت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ فرمایا کہ صرف میں محبت کا اظہار نہیں کر رہا بلکہ اللہ تجھ سے محبت کا اظہار فرما رہے ہیں کیونکہ قرآن میں آتا کہ اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں تو اس لئے میں بھی تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ دیکھیئے کہ اللہ والوں کی نصیحت سے زندگیاں بدل جاتی ہیں۔

جو اللہ سے راضی، اللہ اس سے راضی

اللہ کا نیک بندہ وہی ہے جو ناپسندیدہ چیزوں کو خوشی خوشی کرے۔ ہر حال میں اللہ سے راضی رہے، ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرے اگر کوئی معاملہ ناپسندیدہ ہو تو وہ یہ سوچے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں اسی میں خیر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا سوال

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ ہم سے راضی ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے اور عرض کیا کہ اے اللہ میری قوم پوچھ رہی ہے کہ ان کو کیسے پتہ چلے کہ آپ ان سے راضی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے پیارے موسیٰ اپنی قوم سے جا کر کہہ دو کہ وہ اپنے دلوں میں دیکھیں۔ اگر وہ واقعی مجھ

سے راضی ہیں۔ یعنی جو بھی حالات میں (پروردگار) ان پر بھیج رہا ہوں ان پر وہ مجھ سے راضی ہیں تو سمجھ لیں کہ میں بھی ان سے راضی ہوں ۔تو یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا اعلان ہے ہر اس شخص کے لئے کہ جو ان حالات پر راضی ہو جو بھی اللہ اس پر بھیجیں۔ پھر ایسا بندہ اللہ کا مقرب بن جاتا ہے اور یہی سکون والی زندگی گزارتا ہے۔

اس لئے نبی ﷺ نے دعا سکھائی

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا[1].

ترجمہ : کہ ہم راضی ہیں کہ اللہ آپ ہمارے رب ہیں۔

حضرت شاہ دولہ رحمہ اللہ کا مصیبت میں بھی اللہ سے راضی ہونا

چنانچہ شاہ دولہ رحمہ اللہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے علاقے میں سیلاب آگیا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت سیلاب آرہا ہے اور بند ٹوٹنے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ چلو آؤ چلتے ہیں وہاں پر۔ حضرت وہاں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی سیلاب بڑا تیز ہے اور بند ٹوٹنے کے قریب ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے کدال لیا اور اس بند کو خود توڑنے لگے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت نے آگے سے کہا کہ جہاں مولا، وہاں شاہ دولہ کہ اگر اللہ چاہتے ہیں کہ بند ٹوٹ جائے اور سیلاب آجائے تو میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات اتنی پسند آئی کہ اسی وقت سیلاب تھم گیا۔ پتہ چلا کہ اللہ کو وہ بندہ پسند ہے جو ہر حال میں اللہ سے راضی ہو۔

---

1 مصنف ابن أبي شيبة—كتاب الأدب—باب في الرجل ما يقول إذا أصبح 26541

ایک عورت کا مصیبت پر بے مثال صبر چنانچہ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ طواف کررہے تھے اور طواف کرتے کرتے انھیں ایک عورت کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ وہ عورت رونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہی تھی کہ اے اللہ میں تجھ سے اس حال میں بھی راضی ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اس حال میں بھی راضی ہوں۔ وہ ساتوں چکر میں صرف یہی ایک بات کہتی رہی ۔ حضرت کے دل میں بات آئی کہ یہ غم میں ہے، ضرور اس کے ساتھ کوئی معاملہ پیش آیا ہوگا۔ چنانچہ جیسے ہی طواف ختم ہوا تو حضرت نے جاکر اس عورت سے پوچھ ہی لیا کہ بہن بتاؤ کہ کیوں پورے طواف میں ایک ہی بات کہتی رہی کہ اللہ میں اس حال میں بھی تجھ سے راضی ہوں؟ ایسا کیا غم آیا؟ اس نے کہا کہ حضرت میرے تین بیٹے تھے ایک بالکل دودھ پیتا اور دو تھوڑے سے بڑے تھے۔ میں تنور میں روٹیاں لگا رہی تھی، دودھ پیتے بیٹے کو ساتھ بیٹھایا ہوا تھا اور دو بیٹے کمرے میں کھیل رہے تھے کہ اچانک مجھے چیخنے کی آواز آئی۔ میں آواز کی طرف گئی تو دیکھا کہ میرا ایک بیٹا زمین پر لیٹا ہوا ہے اور اس پر خون ہی خون ہے۔ بڑے بیٹے نے اسے چھری سے ذبح کردیا تھا۔ بڑے نے چھوٹے کو کہا کہ کل عید کو گھر میں بکرا ذبح ہوا تھا، میں تمہیں کرکے دکھاؤں۔ چھری پڑی ہوئی تھی اور بڑے نے اس سے چھوٹے بیٹے کو ذبح کردیا۔ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بیٹے کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھا۔ بڑا بیٹا ڈر کے مارے بھاگ گیا کہ یہ کیا ہوگیا تو میں بڑے کو ڈھونڈنے کے لئے باہر نکلی کہ دیکھوں کہ بڑا کہاں گیا تو وہ چھپ گیا تھا کسی درخت کے پیچھے جاکر۔ میں نے وہاں جاکر دیکھا تو اس کو سانپ نے ڈس لیا تھا اور اس کی بھی لاش وہاں پر پڑی ہوئی تھی۔ چند منٹوں میں اپنے دونوں بیٹوں کی لاش اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھی۔ پریشانی اور غم کے عالم میں ذہن میں آیا کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو

جلدی میں تنور کے پاس چھوڑ کے آئی ہوں اسے تو اٹھالوں جا کر دیکھا کہ وہ چھوٹا گھسٹ گھسٹ کر تنور میں گر گیا تھا اور وہ بھی فوت ہو گیا۔ تینوں بیٹوں کو چند منٹوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لے لئے۔ اس وقت تو مجھ سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔ اب اللہ کے گھر میں آئی ہوں اور اللہ کو منا رہی ہوں کہ اے اللہ اس حال میں بھی میں تجھ سے راضی ہوں۔ اسے کہتے ہیں ہر حال میں اللہ سے راضی رہنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اللہ سے راضی ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم کمزور ہیں اور پریشانیوں کے قابل نہیں۔ اے اللہ ہمارے ساتھ عافیت کا معاملہ فرما۔ اور ہمیں اپنی کامل رضا نصیب فرما۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے ناپسندیدہ چیزوں کو کھلے دل سے قبول فرمایا

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو بہت نوازا تھا۔ انہیں ایک بڑا خاندان عطا فرمایا تھا اور دولت بھی اس قدر دی تھی کہ انکے دور میں اہل مشرق میں اس درجہ کا مالدار کوئی اور نہیں تھا۔ مگر اس سب کے باوجود آپ اللہ تعالیٰ کے نہایت شکر گزار اور فرمانبردار بندے تھے۔ ابلیس ان کی مال و دولت اور اولاد کے باوجود اللہ کی ایسی اطاعت دیکھ کے جلتا تھا۔ خاص طور پہ جب اس نے فرشتوں کو حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف کرتے سنا تو اور بھی زیادہ بھڑک اٹھا۔ چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اسے حضرت ایوب علیہ السلام پر تسلط اور اختیار دیا جائے کہ وہ انہیں ان کے دین کے متعلق فتنے میں مبتلا کر سکے۔ یہاں ابلیس کو اجازت ملی اور وہاں کچھ ہی مدت میں حضرت ایوب علیہ السلام کا سارا مال و دولت اور ساری اولاد کو ختم کر دیا۔ لیکن حضرت ایوب علیہ السلام پھر بھی اطاعت اور عبادت میں ڈٹے رہے اور ایک جملہ بھی بے صبری کا زبان پہ نہیں آنے دیا۔ یہ دیکھ کے ابلیس کو بڑا غصہ آیا کہ مال اور

اولاد کی پریشانی سے تو میں نے بہت لوگوں کو پھسلایا ہے پر یہ تو اس حال کے باوجود بھی اللہ سے راضی ہیں۔ بالاخر اس نے تنگ آکر اللہ سے درخواست کی کے ان کے جسم پر بھی مجھے تسلط دے دیجئے۔ اجازت ملنی تھی کہ کچھ مدت میں حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید بیماری لاحق ہو گئی۔ یہ بیماری ایسی شدید اور خطرناک تھی کہ سوائے ان کی بیوی کے سب نے ان سے دوری اختیار کر لی

اب نہ ہی مال کہ کچھ کھانے کا انتظام ہو سکے اور خود اتنے بیمار کہ سہارے کے بغیر ہل جل بھی نہ سکیں مگر اس سب کے باوجود سراپا تسلیم و رضا ہیں کہ کوئی شکوے کا نام و نشان نہیں بہر حال کچھ تو انتظام کرنا تھا کھانے پینے کا۔ مجبوراً آپ علیہ السلام کی وفادار بیوی کو اجرت پر گھروں کے کام کاج کرنے پڑے تا کہ کما کہ کھلا پلا سکے۔ ایک دفعہ اس نے بھی پوچھ ہی لیا کہ آپ علیہ السلام تو اللہ کے نبی ہیں، آپ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ آگے سے جواب ملا

قَدْ عِشْتُ صَحِيحًا سَبْعِينَ سَنَةً أَفَلَا أَصْبِرُ سَبْعَ سِنِينَ (1)

تَرجَمَۃ: ستر برس تک صحیح و سالم رہا ہوں، اب اس سات برس کی آزمائش پر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دوں؟

یعنی میرے اللہ نے اتنا عرصہ مجھے نعمتوں میں رکھا تو کیا میں اس کے لئے اس سات سالوں کے سخت (ناپسندیدہ) حالات پر صبر کرنا چھوڑ دوں۔ حتی کہ معاملہ یہاں تک آ پہنچا کہ لوگ ان کی بیوی سے بھی بچنے لگے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے اثرات ان کے ذریعہ ان تک بھی نہ پہنچ جائیں، تو ایک دن مجبوراً اپنے لمبے بالوں کی ایک چٹیا ایک مالدار گھرانہ کی ایک خاتون کو بیچ دی تا کہ کھانے کا سامان خرید سکیں۔ جب کھانا لے کر آئیں تو حضرت

(1) فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج6ص 422

ایوب علیہ السلام نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا جب تک پتہ نہ چلے کہ یہ کھانا کیسے آیا۔ اس پر انہوں نے اپنا سر دکھلایا۔ یہ منظر دیکھ کر دل پر چوٹ لگی اور غم و حزن سوار ہوا تو یہ دعا فرمائی

اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿ۚ۸۳﴾ (1)

ترجمۃ : اے اللہ میں بڑی تکلیف میں ہوں اور تو سب رحم والوں سے زیادہ رحم والا ہے۔

اب بھی شکوہ نہیں تھا زبان پر بس ایک غمزدہ سی فریاد کی۔ اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور صحت کے اسباب پیدا فرما دیئے۔ چنانچہ وحی فرمائی کہ اپنے پاؤں زمین پر ماریں۔ انہوں نے یہ کیا تو وہاں سے ایک چشمہ جاری ہوا جس سے انہوں نے غسل کیا تو اللہ نے بیماری دور کر دی۔ اسی دوران بیگم آئی تو ایک اجنبی سی صورت کو دیکھ کے پوچھا کہ ایوب کہاں ہیں۔ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہی ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے صحت کے ساتھ ساتھ انہیں مال بھی عطا کر دیا اور جتنی اولاد فوت ہوئی تھی اس سے دوچند اور زیادہ بخش دیئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام کی یہ آزمائش تقریباً سات سال رہی اور آپ نے اس پورے عرصے میں ایک مرتبہ بھی شکوہ نہیں کیا اور اس سخت آزمائش میں اللہ سے ہر وقت راضی رہے۔

اب غور کریں، ایک وقت تھا کہ سب نعمتیں تھی اور اللہ کے شکر گزار بندے بن کے زندگی گزار رہے تھے۔ پھر ایک دم پریشانیوں اور مصیبتوں نے گھیر لیا اور اتنے بے بسی کے حالات آگئے کہ اولاد نہیں جو سہارا بن سکے، پیسے نہیں کہ کھانے پینے کا انتظام ہو سکے، جسم ساتھ نہیں دیتا کہ خود کچھ کر سکیں حتی کہ آپ علیہ السلام کی بیوی کو اپنے بال بیچ کے کھانے کا انتظام کرنا پڑا۔ مگر عجیب بات تو یہ ہے کہ ایسے حالات میں بھی اللہ سے راضی رہے، ایک دفعہ بھی شکوہ نہیں

---

(1) سورۃ الأنبیاء 83

کیا اور اس پوری آزمائش ہی کو اپنے لئے خیر جانا۔ گویا اللہ نے ابلیس کو دکھادیا کہ یہ میرا وہ بندہ ہے جو ہر حال میں مجھ سے راضی رہتا ہے اور بعد میں آنے والوں کے لئے مثال قائم کردی۔ چنانچہ جہاں ہر حال میں راضی رہنے والوں کی مثال دی جائے گی تو وہاں حضرت ایوب علیہ السلام کی مثال سرفہرست ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ صفت اتنی پسند آئی کہ اس کی تعریف اپنے پیارے کلام میں اتاری۔ فرمایا:

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًاؕ نِعْمَ الْعَبْدُؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ (1)

ترجمہ: ہم نے انہیں صابر پایا، بڑا خوب بندہ تھا، بے شک وہ رجوع کرنے والا تھا۔

قرآن کا پیغام: ناپسندیدہ چیزوں میں خیر پتہ چلا کہ قرآن پر پوری طرح سے عمل کرنے والوں کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ وہ مصیبت کو اور ناپسندیدہ چیزوں کو اللہ کی طرف سے سمجھیں گے اور خندہ پیشانی سے اسے قبول کرینگے۔

اسی کو قرآن عظیم الشان نے بتایا

وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠ (2)

ترجمۃ: اور شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

---

(1) سورۃ ص 44

(2) سورۃ البقرۃ 216

دعا ہے کہ اللہ ہمیں بھی اپنی طبیعت ایسی بنانے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر حال میں اللہ سے راضی رہنے والے بن جائیں۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دنیا دارِ فانی ہے

عزیزوں دوستوں یاروں ‌ ‌ یہ دنیا دارِ فانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم ‌ ‌ قبر میں جاء بنانی ہے

تم آئے بندگی کرنے ‌ ‌ پھنسے لذاتِ دنیا میں
ہوئی اندھی عقل تیری ‌ ‌ تیری کیسی جوانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم ‌ ‌ قبر میں جاء بنانی ہے

تو نیکی کر نمازیں پڑھ ‌ ‌ خدا کو یاد کر ہر دم
کہ آخر کو یہی نیکی ‌ ‌ تیرے خود کام آنی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم ‌ ‌ قبر میں جاء بنانی ہے

نہ ہو شیطان کا تابع ‌ ‌ نہ بے فرمان رب کا ہو
نبی کے در کا خادم بن ‌ ‌ مراد اچھی جو پانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم ‌ ‌ قبر میں جاء بنانی ہے

عزیزوں دوستوں یاروں ‌ ‌ یہ دنیا دارِ فانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم ‌ ‌ قبر میں جاء بنانی ہے